بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا قتیل الحسین بکربلا

اصلاح

نمبر ۱ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ | جلد ۲۰

استقبال ماہ محرم

مشرق مورخہ ۱۳ اکتوبر لکھتا ہو وہ کسی نے کہا ہو سالیکہ نحوست از بہارش پیدا۔
گر ہمارے سال نو کی بہار اگر دیکھنا ہو تو غم والم کے باغ کی سیر کرو جس میں اشک ریزی گلچینی اور گریہ وزاری ترانہ سنجی مرغان خوش الحان سے زیادہ کیف وسرور پیدا کرتی ہو۔
ہمارے آنسو سال بھر گرانقدر نہ ہوں مگر سال نو کے عشرے میں ضرور انمول موتی ہو جاتے ہیں۔ ان کی قدر و عزت اس قدر بڑھ جاتی ہو کہ لعل و گوہر بھی اس کے پاسنگ میں شمار نہیں ہوتے اس باغ کی نزہت و تازگی یہ ہو کہ محبت وولا کے پھول ہمیشہ شگفتہ رکھے جائیں محبت کے پھول کیا ہیں خاندان رسالت سے خوش عقیدگی اور آل عبا کے مصائب و آلام کو یاد کر کے نوحہ وزاری۔
نوحہ وغم میں کسی کو مزا نہ ملتا ہوگا نہ واقعی یہ کیفیات مزے اور سرور سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں مگر گریہ غم اور یہ الم جو کیف و خمار رکھتے ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔
کسی کو باور آئے یا نہ آئے چار آنسو بھی اگر عشرۂ محرم الحرام میں صدق دل اور جوش محبت میں آنکھوں سے گر جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی بڑی نعمت ملگئی۔

فرط محبت اور جوش اخلاص کے بادۂ ناب کا سرور بیان نہیں ہوسکتا ؎
قدر ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

یہ عمل خیر قول سے نہیں فعل سے حاصل ہوتا ہے۔

اگر ہمارا سال نو بھی راحت و آرام اور عیش و نشاط اور جلسوں اور جوش کیف و دور صہبا سے شروع ہوتا تو کوئی امتیاز دنیا کی عیش پرست اور خدا پرست میں باقی نہ رہتا۔ اس لیئے خداوند عالم نے مسلمانوں کے سال نو کا آغاز ایک ایسے واقعہ جانکاہ سے کیا جو کبھی نہ بھولنے والا ہے نہ مٹنے والا ؎

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا خون حسینؑ غازہ ہے رخ یزید کا

آج کل مسلمانوں کی جو حالت ہو وہ دیکھنے اور کہنے کی نہیں۔ تمام دنیا میں اسلام کی مخالفت ہو رہی ہو اور عالم کون و فساد میں گویا اسلام ہی ایک ایسا مذہب رہ گیا ہو جس کا مقابلہ کرنا ہر قوم کا فرض ہے۔ اس واسطے عشرہ محرم ہماری حالت زار پر نوحہ و زاری کرنے آیا ہے ؎ یہ حالت زار ہی ہماری * رونے کو ہو عشرہ محرم آیا۔

سال گذشتہ میں مسلمانوں پر جو مصائب و آلام گزرے انکی تاریخ اخبارات میں موجود ہیں۔ ہر سال مسلمانوں پر ایک نہ ایک تازہ مصیبت نازل ہوتی رہتی ہو جسکا اصل سبب یہ ہو کہ مسلمان دنیا پرستی میں زیادہ حصہ لینے لگے ہیں۔

یہ تحریر ہے جناب حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق گورکھپور کی جن کے نہ سنی ہونے میں کسی کو عذر ہو نہ ہمدرد اسلام ہونے میں۔ مگر دیکھیے کیسا جوش ولا اس تحریر سے ٹپک رہا ہو اور اون کے کس جذبات کو ظاہر کر رہا ہو۔ اگر تمامی اہلسنت اس مذاق کے ہوتے تو پھر کسی طرح کا اختلاف نہ رہتا۔

اب آیئے اس کے مقابلہ میں مرزائی جماعت کے اخبار پیغام صلح کو دیکھیے جو مدعی اسلام ہو اور سنی تو ضرور ہی ہو لکھتا ہے مورخہ یکم دہم محرم ۱۳۵۰ھ۔

ہاں ایک خصوصیت مسلمانوں میں ضرور ہے دوسری قوموں میں جب کوئی نیا سال چڑھتا ہو تو عام طور پر خوشیاں منائی جاتی ہیں لیکن یہاں گھر گھر میں ماتم برپا ہوتا ہو

کاش یہ ماتم اس گذرے ہوئے سال کے لیے ہوتا جس میں ہمنے اپنی بدعنوانیوں کی فہرست کو بجائے حسنات کے پانی سے دھو ڈالنے کے اور بھی لمبا کر دیا اس سے اور نہیں تو آئندہ اصلاح کی تو کچھ امید ہو سکتی تھی لیکن آہ! یہ ماتم ہم اپنی بدکرداریوں پر نہیں بلکہ دوسروں کے عیوب کو ظاہر کرنے کے لیے کرتے ہیں یزید نے امام حسینؑ کو شہید کرایا آپ کے اہلبیت پر ظلم وستم روا رکھا۔ بے شک بہت برا کیا لیکن ان لوگوں کو ہم کیا کہیں۔ جو اس وقت بھی مسلمان کہلا کر۔ قوم کے لیڈر اور سردار بنکر۔ منبروں پر دوسروں کو نیکی کی وصیت کر کے خود وہ کام کرتے ہیں کہ جن کا یزید تک کو شائبہ وہم وگمان بھی نہ تھا۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر می کنند * چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

اس وقت ہم کسی کے عیوب کو گنوانا ضروری نہیں سمجھتے مسلمانوں کے حالات روز روشن کیطرح ظاہر ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بدیاں ان میں اسی وقت سے پھیلنی شروع ہوئی ہیں جب سے کہ انھوں نے اپنے آپ کو نگاہ رکھنے کے بجائے دوسروں کے عیب وصواب کیطرف توجہات کو پھیر دیا آہ! ابوبکر وعمر کو نعوذ باللہ منافق ثابت کرنے پر تو ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کیا جاتا ہے لیکن اپنے نفاق کی طرف کوئی دھیان نہیں کرتا۔ خلافت علیؑ کی تھی یا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی۔ یا امام حسین کا واقعہ کس قدر رنجدہ ہے ہم کہتے ہیں یہ باتیں اس وقت اسلامی دنیا کو کوئی دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ خلافت جس کا حق تھا اللہ تعالے نے جس کو جس وقت چاہا دیدی۔ امام حسینؑ بیشک مظلوم تھے اور یزید ظالم۔ لیکن سب واقعات اپنی موقعہ پر گذر چکے اب ان کا دہرانا اور ان پر کوئی رنج وافسوس ظاہر کرنا بتاؤ اس کا ہمارے اعمال اور اسلام کی فلاح وبہبودی کے ساتھ کیا تعلق ہے اے کاش ہمارے شیعہ دوست اپنے دل کا بخار (اگر واقعی ان کے دلوں کے اندر ہے اور نری رسم پرستی نہیں) اسلام کی حالت زار پر نکالتے اور مسلمانوں کے دکھوں اور مصائب کا رونا روتے۔ زبانی رو دینے سے کیا ہوتا ہے اس کی بہتری

اور فلاح میں عملاً کوشاں ہوتے تو ہم بھی سمجھتے کہ ان کے دل میں اسلام کا کچھ درد ہے لیکن آہ وصد آہ! بجائے اس کے سن ہجری کے ان ابتدائی ایام میں ہم آئندہ کے لیئے کوئی مفید پروگرام مرتب کریں بجائے اس کے کہ ان واقعات کو نگاہ رکھ کر جو کہ رسول کریم صلعم کو ہجرت کے بعد پیش آئے اور اسلام مصائب و آلام کی گھٹا ٹوپ آندھیوں میں سے نکلکر اپنا روشن اور منور چہرہ پورے جلال و جبروت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکا۔ خود بھی ہجرت کریں۔ گو کیسی ہجرت ہوں تو اسلام کے لیئے جس قسم کی ہجرت کی ضرورت ہو۔ کرنی ضروری ہے۔ لیکن وہ ہجرت جو کہ عام طور پر ہم سب کیلیے ضروری ہے وہ منہیات خداوندی سے بچنا ہے حدیث میں آیا ہے المہاجر من ہاجر بما نہی اللہ عنہ۔ مہاجر وہ ہے جو ان امور سے ہجرت کرے جس سے اللہ تعالے نے منع فرمایا ہے تو پس اسلام کی خاطر اور مسلمان بننے کے لیئے ایسی ہجرت کرنے کے بجائے۔ ہماں امام مظلوم رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی سے توحید کا سبق حاصل کرنیکے بجائے۔ آج محض رسم و رواج کا خیال ہے اور دوسروں کے عیوب کو گننا اپنا شعار۔

پیارو! آؤ ہم تمہیں اس ہمیشہ کے رنج و ماتم اور اندوہ سے چھڑائیں اور وہ بات یاد دلائیں جس پر کاربند ہو کر تم راحت و کامرانی اور خوشحالی کی زندگی بسر کرسکو کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا ہے وہ وہی ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں یعنی اشاعت و حفاظت اسلام کیا کوئی خدا کا بندہ اس صدائے حق و صدق کو دلی کانوں سے سنیگا۔

اس تحریر سے آپ کو کاتب کے قلب کی حالت تو بخوبی معلوم ہوگی کہ سال گذشتہ پر ماتم جائز ہے مگر امام حسینؑ کا غم کرنا بے فائدہ ہے حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب امام حسینؑ پر غم کیا جاتا ہے تو گذشتہ واقعات سب یاد آتے ہیں اور جب یزید کا ظلم یاد کرتے ہیں تو پھر اپنے اعمال پر کیوں نہیں تنبیہ ہوتا اسی لیئے تو وہ سب حالات دوہرائے جاتے ہیں کہ ہم اوس سے بچے رہیں اگر واعظوں کی یہ حالت ہے۔ چوں بہ خلوت میروند آں کار دیگر می کنند۔ تو صرف اسی وجہ سے کہ مخالفین کے حالات اون کے پیش نظر رہتے ہیں کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ بننے کو تو خلیفہ رسول بن بیٹھے مگر افعال یہ ہیں کہ جو دلنے

چاہا وہی کیا پھر ان حالات کے ساتھ کیونکر وہ تقلید نہ کریں اسی لیئے مجالس وعظ میں ان کے اعمال وافعال دکھائے جاتے ہیں جس سے آپ روک رہی ہیں اور کہتے ہیں اب اون کے دوہرانیسے کیا فائدہ

خلافت کے متعلق آپ کا یہ فیصلہ نہایت قابل قدر ہے "خلافت جس کا حق تھا اللہ تعالےٰ نے جس وقت چاہا جس کو دیدی" گر ہائے یہ اصول صرف خلفائے ثلثہ کے لیئے وضع کیا گیا ہے اور مرزا محمود احمد کے نسبت نہیں مانتے جو اب مرزائیوں کے خلیفہ دوم ہیں حالانکہ وہ اسی اصول پر آپ سب کو اپنی خلیفہ خلافت میں داخل کیا چاہتے ہیں۔ پھر نہ معلوم خلفائے ثلثہ کے لیئے تو وہ قانون بنے اور مرزا محمود احمد صاحب کیلیئے توڑ دیا جاوے دیکھیئے خواجہ کمال الدین صاحب آپ کے مسلم الثبوت لیڈر اپنی رسالے اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب میں لکھتے ہیں۔ ص ۲۷

حضرت میاں صاحب کے انتخاب کا مسئلہ بھی کسی کے صدق یا کسی کے غیر صدق کی بذات خود دلیل نہیں سیدنا عثمان کے بعد جن طریقوں سے جناب امیر معاویہؓ کا انتخاب جناب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے مقابل ہوا اور جن طریقوں سے ہوا وہ تاریخ میں موجود ہے کیا یہ عجیب ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ پر تاریخ نے واقعات سابقہ پر مختلف لباس میں دہرائے ہوں اگر ابوبکر عمرؓ کا انتخاب اور صحیح انتخاب ہمارے سامنے موجود ہے تو پھر یزید کی خلافت بھی ہمارے سامنے ہے یہ انتخاب بذاتہ نہ کسی کو ابوبکر بنا سکتا ہے اور نہ یزید۔ دوسرے واقعات ہی کسی کو ابوبکر اور کسی کو یزید قرار دیتے ہیں میں نے یہ نظیر صرف اصول کی تشریح کرنے میں دی ہے۔ انتخاب یا انتخاب کے وقت کثرت سے جماعت کا ایک طرف ہو جانا بذات خود کوئی دلیل صداقت نہیں تمام ہوئی عبارت اب اس تحریر کو دیکھیئے اور پتہ لگائیے کہ انتخاب فی نفسہ کیسا ہے اور وہ جملہ "خلافت جسکا حق تھا اللہ تعالےٰ نے جس وقت چاہا جس کو دیدی" یہاں کیوں نہیں دوہرایا جاتا حالانکہ مرزا محمود احمد صاحب اپنے خلافت پر یہ رسالہ شائع کرتے ہیں کہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے۔

اڈیٹر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں" اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس غفلت سے انہیں ہشیار کرنے کیلئے انہیں بار بار ایسے مواقع کو خصوصیت سے یاد دلایا جائے"

مگر واقعات کربلا اون کے نزدیک اس قابل نہیں ہیں کہ وہ بار بار دوہرائے جائیں۔ حالانکہ اگر غور فرمائیں تو اسکی اشد ضرورت ہے کیونکہ اگر آجتک اسلام باقی ہے تو صرف اسی وجہ سے کہ ہر سال عشرہ محرم میں واقعات کربلا کی یاد تازہ ہوتی ہے جس سے مسلمانون کو معلوم ہوتا ہے کہ ہمنے کیا غلطی کی یہی سبب ہے کہ ہر سال عشرہ محرم میں آپ کو یہ خبر ملتی ہے کہ آج فلاں مسلمان ہوا۔ فلاں نے مذہب حق قبول کیا۔ اگر آپ کو ترقی اسلام کی خواہش ہے تو جہانتک ہو سکے ان اذکار سے اپنی مجلسوں کو آراستہ کریں پھر دیکھیے اسلام کی کیسی ترقی ہوتی ہے مگر ہائے مدعیان اسلام تو اسکے برعکس رفتار کرتے ہیں جس سے سچے مسلمان بھی مجبور ہو جاتے ہیں کہ ایک طرف ان کے خرافتوں کو روکیں دوسرے طرف اشاعت اسلام کا کام انجام دیں جو کوئی بھی پورا نہیں ہو سکتا۔

ہم تو ہجرت کرنیکو تیار ہیں کہ ہر معاصی و منہیات سے ہجرت کریں اور قوم کو اوس سے آگاہ کریں مگر آپ کہتے ہیں مہاجر تو فلاں فلاں تھے جن کے وہ اعمال تھے فتح کر کے بعد ہجرت موقوف ہو گئی پھر کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے۔

اگر اشاعت و حفاظت اسلام کے خیال کو آپ راحت و کامرانی کا ذریعہ جانتے ہیں تو آؤ امام حسینؑ کے تذکرہ کو فروغ دو ہر کام میں ہر وقت اسکا تذکرہ کرو کہ روح تازہ ہو اور تم اصل اسلام کو سمجھو۔ جسکا ادنے نتیجہ یہ ہو گا کہ تم خدا و رسول کے مخالفت سے بچوگے دین حق کی اشاعت اور حفاظت میں جان کی بھی پروا نہ کروگے ورنہ جیسا یزید مسلمان تھا تم بھی رہوگے۔

الفضل نمبر ۲۲ جلد ۲ مورخہ ۱۲ محرم لکھتا ہے۔

مبارک صد حسین اندر گریبان رکھنے والوں کو یہ محرم میں یہ ماہ عید دکھلانا مبارک ہو جس مرزا کا یہ دعوے ہو کہ ہم رسول اللہ سے بھی افضل ہیں اوسی کے جماعت کا

یہ شعر بھی ہے جس نے یزید سے بھی ترقی کی کیونکہ وہ قاتل ہو کر بھی افضلیت امام حسینؑ کا قایل تھا اور یہ تو نہیں افضلیت کے مدعی ہیں اور سادہ لوحی جماعت ہی کہ ہر صدا پر آمنا و صدقنا کہنے کو تیار ہے۔

شہادت امامین

اخبار اہلحدیث نے جہانتک ہمکو علم ہے آج تک تو کوئی مضمون شہادت پر لکھا نہیں بجز اس کے کہ ممانعت تعزیہ داری کا اشتہار ہر سال فروخت کرتا ہے مگر گذشتہ ۲۵ھ کا اثر ہے کہ اسدفعہ ایک مضمون اس پر لکھا جس کی وجہ غالباً یہ ہو کہ اس سال اڈیٹر عدالت سے سو روپیہ کا جرمانہ ہوا اور ایک مقدمہ دوسرا بھی اون پر حکیم ابوتراب محمد عبد الحق صاحب کے طرف سے دائر ہے جس کے لیئے ممکن ہے اونہوں نے کفارہ تجویز کیا ہو پیغام صلح سے معلوم ہوا کہ شائد بصورت اشتہار بھی یہ مضمون شایع ہو گیا لہذا وہ مضمون بھی قابل دید ہے وہو ہذا۔

آج علمی دنیا میں تعلیم کے دو طریقے ہیں۔ ان دونوں کو مفید سمجھا گیا ہے ایک تو لفظی طریق یعنی لفظوں میں عبارت کی تعلیم اور تفہیم کیجاتی ہے دوسرا تصویری یعنی کسی واقعہ کا نقشہ فوٹو میں دکھا کر سمجھایا جاتا ہے جسکو کسی شاعر نے یوں ادا کیا ہے ؎

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو۔ اودھر تلوار کھینچی ہو اودھر گردن جھکائی ہو

اس کو تصویری تعلیم یا Story of Picture کہتے ہیں غور کیا جائے تو قرآن مجید نے بھی ان دونوں طریقوں سے لوگونکو توحید کا سبق دیا ہے لفظی تعلیم تو عام طور پر فرمائی ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا (اللہ کی عبادت کرو اور اوس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو) نیز فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (اے نبی تو کہہ کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے وہ نہ کسی کو جنا ہے نہ جنا گیا ہے۔ اور نہ اوس کے مرتبہ کا کوئی ہے) نیز فرمایا

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (تمہارے پروردگار کا قطعی حکم ہے کہ سوائے میرے کسی کی عبادت نہ کرو) نیز فرمایا
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (شرک مت کرو شرک بڑا ظلم ہے) نیز فرمایا۔
ان سب آیات اور ان جیسی اور سینکڑوں آیات کا ایک ہی مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو ہمارے نفع نقصان کا خیال نہیں۔
یہ تو ہے لفظی تعلیم تصویری تعلیم کا طریق یہ رکھا کہ سب سے بڑے درجے والے لوگوں یعنی حضرات انبیا کو خدا نے سخت مصائب میں مبتلا کیا اور ان کے بعد اون کے حالات ہمکو سنائے تاکہ اونکی زندگی میں اون کے دیکھنے والوں اور بعد زندگی کے سننے والوں کو یہ علم حاصل ہو کہ یہ لوگ باوجود اس قدر عزت اور عظمت کے خود ان سخت تکالیف میں رہے تو دوسروں کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکیں گے۔
حضرت آدم کا قصہ مشہور ہے ایک غلطی کر دینے سے کیسے مصیبت میں رہے اور کیا کیا دعائیں مانگیں۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اے ہمارے خدا ہمنے اپنی نفسوں پر ظلم کیا تو اگر ہمکو نہ بخشیگا نہ رحم کریگا تو ہم نقصان اوٹھا دیں گے"
اس کے بعد حضرت نوح کا زمانہ کیسا تکلیف میں گذرا قریب ہزار برس تک قوم کا مقابلہ رہا آخر کار تمام قوم کے ساتھ اپنے بیٹے کو غرق ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور منہ سے اُف تک نہیں نکلتا اوسکی بھلائی کی دعا مانگتے ہیں تو جواب ملتا ہے۔
فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ‌ۚ اے نوح جس بات کا تجھے علم نہیں ہے اوس کے لیے دعا مت مانگ۔ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ میں (خدا) تجھے سمجھاتا ہوں کہ تو نادان مت بن۔ اللہ اللہ کس قدر بلند شان خداوندی ہے اور کس قدر پست مقام بندگی۔
ان کے بعد حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السلام کا واقعہ قابل ذکر ہے کہ کس طرح

باپ کو بیٹے کے جدائی کا صدمہ رہا اور کس طرح بیٹا باوجود بے گناہی کے قید میں پڑا ہوا اللہ اللہ کر رہا ہے سبحان اللہ نبی ابن نبی۔ ابن نبی مگر حال یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں نہ ایک دوسرے کی مدد کر سکتا ہے یہ ہے توحید کا تصویری سبق۔ سب سے آخر حضرت سید الانبیا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات بھی کچھ کم سبق آموز نہیں کہ باوجود اس عظمت اور شان کے حالت یہ ہے کہ صحابہ شکایت کرتے ہیں کہ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں یہ سنکر حضور فرماتے ہیں اے لو۔ میرے پیٹ پر دو بندھے ہوئے ہیں اللھم صل علیہ وسلم۔

لخت جگر بیٹی فاطمۃ الزہرا درخواست کرتی ہیں کہ مجھے ایک خادمہ ملجائے جو میرے گھر کے کاموں میں مدد دے تو جواب دیتے ہیں بیٹی! رات کو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھ کر سو جایا کر اس کا اجر جو ملیگا وہ خادمہ سے زیادہ مفید اور مستقل ہوگا اللہ اکبر

چونکہ آپ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی جو ان احوال میں آپ کی قایم مقام ہو کر دنیا کی راہ نما ہوتی۔ جس سے لوگ تصویری تعلیم حاصل کرتے اور یہ جان سکتے کہ

وہ مالک ہے سب آگے اوس کے لاچار ہیں نہیں ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار

اس لیئے خدا تعالےٰ کی حکمت نے تقاضا کیا کہ اس قربانی کے لیئے آپکے نواسوں کو دنیا میں پیش کیا جائے چنانچہ مظلوم امام حسنؑ اور امام حسینؑ رضی اللہ عنہم کو دنیا کے سامنے تصویری تعلیم کے معلم بنا کر ظاہر فرمایا اللھم صل علی محمد و آل محمد

ان دونوں شہادتوں کے واقعات انکی تفصیل بتلانا تو بہت طول چاہتا ہے ہمارا مطلب کچھ طوالت پر موقوف نہیں اس لیئے مختصر لفظوں میں بتلا کر اپنے مطلب پر آتے ہیں

بوجہ ملکی نزاعات کے دشمنوں نے مظلوم امام حسنؑ کو زہر دلوا دیا اور امام حسینؑ کو میدان کربلا میں تلواروں اور نیزوں سے مع ہمراہیوں کے شہید کروا دیا۔ پانی کی بندش میں امام حسینؑ نے بچے کو پیش کر کے مخالفوں کو رحم دلایا کہ ہم نے

تمہارا کچھ بگاڑا ہو گا مگر ان بچوں نے کیا بگاڑا ہے کہ ان پر بھی پانی بند کیا گیا ظالموں نے اس درخواست کو بڑے معقولیت سے سنا اور یوں قبول کیا کہ دنیا کا پانی یہ بچہ کب تک پیئیگا یہ پانی تو اتنا لذیذ بھی نہیں اس کو جام شہادت پلایئے چنانچہ ایک بہادر سپاہی نے بچے کے منہ میں تیر مار کر جام شہادت سے اوسے سیراب کر دیا رضی اللہ عنہ وارضاہ - اللھم صل علی محمد وآل محمد - کیا سچ ہے ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند ✻ لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند
گو عاشق صادقی ز کشتن مگریز ✻ مردار بود ہر آنچہ او را نکشند

ان دونوں شہادتوں سے ہمیں جو نتیجہ نکالنا مقصود ہے وہ بالکل صاف اور روشن ہے کہ امام حسنؑ کو خدا نے اپنی صفت علم غیب کے لئے تصویر بنایا کہ دیکھو علم غیب کی صفت اس بندہ خدا میں بھی نہیں پائی گئی ورنہ بے خبری میں زہر نہ کھاتا امام حسینؑ کو قدرت کاملہ کی تصویر بنایا کہ قدرت کاملہ وہ ہے جو کسی دشمن سے نہ دبے وہ اگر خدا کے سوا کسی اور میں ہو سکتی تو امام حسینؑ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کبھی عاجز اور ذلیل نہ ہوتے۔

مقصد ان دونوں تصویروں سے یہ بتلانا ہے ؎

ہست سلطانی مسلّم مر ورا ✻ نیست کس را زہرہ چون و چرا
او است سلطاں ہر چہ خواہد او کند ✻ عالمے را در دمے ویراں کند

زیادہ طوالت کی حاجت نہیں نتیجہ صاف ہو کہ ؎

مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں ✻ پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں
بہت مدت کے سوتے اب تو جاگو ✻ خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
وہ کیا ہی جو نہیں ہوتا خدا سے ✻ جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خدا سے اور نبی رگ سے بھی کہنا ✻ یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

مگر مسلمانوں نے اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا؟ وہی جو عیسائیوں نے (حسب روایت انجیل) حضرت عیسیٰ مسیح کی صلیبی موت سے حاصل کیا تھا اون کو تو خدا نے

تعلیمی تصویر بنا کر دکھایا کہ اس تصویر کو دیکھو بزبان حال کہہ رہی ہے کہ نہ مجھ میں علم غیب ہے نہ قدرت ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ میں بے خبری میں پکڑا جاتا ہوں اور دشمنوں کے ہاتھوں سے پھانسی پر مرتا ہوں

عقلمندوں کے لیئے یہ ایک عبرتناک منظر تھا کہ وہ اس نتیجہ پر پہونچے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی ✤ ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی

مگر غافلوں نے الٹا نتیجہ نکالا کہ جس برگزیدہ کو خدا نے تعلیمی تصویر بنا کر توحید کا سبق پڑھایا تھا اوسی کو اپنا معبود بنا لیا بلکہ اوس کی اوس صلیب (سولی) کی نقل کو بھی پوجنے لگے جس پر اوس برگزیدہ نے چلا کر جان دی تھی (انجیل متی باب ۲۷- فقرہ ۵۰ کی طرف اشارہ ہے

غور کیا جائے تو عیسائیوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا واقع اور مسلمانوں میں اماں رضی اللہ عنہما کا واقع ایک ہی نتیجہ کے لیئے تھے جس کا الٹ کیا گیا چونکہ عیسائیوں نے اوس واقع سے الٹا نتیجہ اخذ کیا تھا اس لیئے خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلوایا

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم انما انا عبد اللہ ورسولہ

جس کا ترجمہ خواجہ حالی مرحوم نے خوب کیا ہے ؎

نصاریٰ نے جسطرح کھایا ہے دھوکا ✤ کہ سمجھے ہیں عیسےٰ کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا ✤ میری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
ب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اوسی طرح ہوں میں بھی اک اوس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میرے صنم تم ✤ نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم ✤ کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اوس کا اور ایلچی بھی

مختصر یہ ہے کہ شہادت امامیں کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ کی تفسیر ہے۔ مولانا روم مرحوم نے کیا سچ فرمایا ہے ؎

تیغ لا بر فرق غیر خود براند در نگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت شاد باش اے عشق وحدت سوز رفت

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم۔

اصلاح مگر افسوس کہ آپ اس کو سمجھتے بھی ہیں کہ اس شہادت سے توحید کا سبق ملتا ہے آپ تعزیہ داری کے مانع ہوتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس ممانعت سے آپ توحید کا سبق مٹا رہے ہیں پھر کیونکر آپ مدعی اشاعت توحید و سنت ہوتے ہیں اب تو آپ کو خواجہ معین الدین چشتی کے شعر۔ حقا کہ بناء لا الہ است حسین کا مطلب بھی سمجھ میں آ گیا ہوگا پھر اس کے اشاعت میں آپکو کوشش کرنا چاہئے یا ممانعت میں آپنے جناب امام حسینؑ کا استغاثہ بھی بروز عاشور سنا ہوگا کہ حضرت فرماتے تھے اما من موحد یخاف اللہ فینا کہ کوئی ایسا موحد (مسلمان) بھی ہے جو ہمارے باب میں خدا کا خوف کرے جس سے جہاں اشاعت توحید معلوم ہوئی وہاں یہ بھی کہ اس لشکر گراں میں جو سب مدعی اسلام تھے ایک بھی مسلمان نہ تھا ورنہ وہ حضرت کے قتل میں خدا کا خوف کرتا۔

آپ جانتے ہیں اس لشکر کا سردار عمر بن سعد تہا جو نہ صرف سعد بن ابی وقاص بلکہ اہلسنت کے راویان حدیث سے بھی ہے شمر بن ذی الجوشن بھی صحابی کا بیٹا ہے اور اہل سنت کے حدیثوں کا راوی۔ محمد بن اشعث خلیفہ اول کا بھانجا ہے۔ صحابی کا بیٹا۔ سنان بن انس بھی قاتلان امام حسینؑ سے ہے اور وہ بھی تابعین عظام یا صحابہ کرام اہلسنت سے ہیں تو کیا آپ کو اس کا سبق نہیں ملا کہ ان میں سے کوئی بھی موحد اور مسلمان نہ تہا ورنہ وہ ناصران حسین سے ہوتا کیا یہ سبق بھی نہیں ملتا کہ ہزاروں صحابی اوس وقت موجود تھے مگر کسی نے حضرت کی نصرت نہیں کی۔ کیا وہ مسلمان کہے جا سکتے ہیں

حالانکہ حضرت فرماتے ہیں اما من موحد یخاف اللہ فینا

کیا اس واقعہ سے آپ کو توحید کا یہ سبق نہیں ملا کہ اجماع باطل ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر اجماع تو خلافت شیخین پر بھی نہیں ہوا۔

اڈیٹر صاحب اگر آپ کے شہادت امام حسینؑ کے مانع نہ ہوتے تو توحید کے وہ اسرار سربستہ آپ پر کھل جاتے کہ پھر کسی قسم کا شرک آپ میں نہ رہتا مگر آہ صرف اسی وجہ سے کہ آپ مانع تعزیہ داری ہیں ایسا شرک خفی و جلی آپ لوگوں میں بھرا ہوا ہے کہ اوسی کو آپ توحید کہہ رہے ہیں۔

غور تو فرمایئے حضرت انا بنت نبیکم کا بار بار کیوں اعادہ فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو ہم اوس نبی برحق کے فرزند ہیں جو دونوں طرف سے یتیم تھے اور تمام دنیا مخالف مگر اوس کے نعرہ توحید نے سب کو سرنگون کر دیا اور آج ہم اوسی پیغمبر کے فرزند اس مصیبت میں مبتلا ہیں مگر اب ایسے کافر جمع ہیں جو کسی طرح نہیں مانتے کیا دنیا سے نسل یزیدی کا مٹ جانا حالانکہ اوس کے دس بیٹے تھے اور امام حسینؑ کے نسل کا تمام دنیا میں پھیل جانا حالانکہ صرف امام زین العابدینؑ مریض باقی رہ گئے تھے آپ کو توحید کا سبق نہیں دیتا کہ اوس وحدہٗ لاشریک نے کس طرح اس نسل کو بارور کیا اور دعائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو قبول کیا۔

جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا نے وقت روانگی مدینہ سے تا ورود کربلا اور شہادت کربلا سے تا ورود سرِ اقدس دمشق میں اس اس طرح توحید کا سبق دیا ہے کہ اگر آپ سچے موحد ہوتے تو اس پر غور کر کے ایمان کو تازہ کرتے مگر کیا کیا جائے محبت یزید نے بفحوائے واشربوا فی قلوبھم العجل ایسا گہرا اثر جمایا ہے کہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔

کیا سر امام حسینؑ کا آیہ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا کا زید بن ارقم صحابی کے مقابلہ میں تلاوت کرنا ذاتی قوت سے تھا۔ نہیں بلکہ اوسی توحید کا سبق تھا جو خدا نے بعد از شہادت یہ اعجاز دکھایا۔ مگر کیا آپ اسپر

ایمان لائے اور سمجھا کہ ذکر واقعات کربلا توحید کا سبق دینے والا ہی

اڈیٹر صاحب آپنے کسی وجہ سے ہو پہلے پہل قلم اس میدان میں اوٹھایا ہی لہذا صرف ایک ہی نتیجہ آپ کو ملا اگر آئندہ بھی کبھی غور کا موقع ملا تو ممکن نہیں آپ اپنے اس سابق عقیدہ پر باقی رہیں جس سے اہلحدیث کہے جاتے ہیں کیونکہ یہ واقعہ اسلام کا سچا نمونہ ہی جس سے پھر کبھی انسان دوسرے راہ پر چل نہیں سکتا۔

آہ آپنے کس قدر غلط لکھا ہی کہ یہ دونوں یا ایک شہادت بوجہ ملکی نزاع ہوئی کیونکہ جناب امام حسنؑ نے صلح کر لی خلافت کو کسی وجہ سے ہو معاویہ کے حوالہ کر دیا تو اب کونسی ملکی نزاع باقی رہی جس کے لیے حضرت بہ حکم معویہ ہی شہید کیے گئے اگر نزاعات ملکی کی تصویر دیکھنا ہو تو عبد اللہ بن زبیر اور عبد الملک کے حالات کو پڑھو کہ عبد اللہ بن زبیر کا سر کٹ کر جب عبد الملک کے پاس گیا ہو تو اوس نے کیسا احترام کیا اسی طرح محمد بن عبد اللہ بن حسن کا سر کٹ کر منصور دوانیقی خلیفہ عباسی کے پاس گیا ہی اوس نے کیسی تعظیم کی ہی۔ اوس سے جناب امام حسینؑ کے سر اقدس کو ملاؤ کہ یزید و ابن زیاد نے کیا سلوک کیا ہی جس سے تمکو معلوم ہو گا ہرگز نزاع ملکی نہیں باعث تھا بلکہ نزاع دینی تھا۔ بدر۔ و احد۔ و خندق کا معاوضہ لیا گیا ہی ابتدائے اسلام سے جو جو کینے ان کے دلوں میں تھے اوس کو اس طرح نکالا ہی جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

اگر آپ کچھ بھی غور کرتے تو معلوم ہوتا کہ ائمہ علیہم السلام کے ساتھ جو سلوک اب اہل اسلام کرتے ہیں یہ اس کا نتیجہ ہی کہ اونھوں نے راہ حق میں اس مصیبت سے جان دیا اگر اور کوئی شہید بھی ایسا ہوتا تو خداوند عالم ضرور یہی اثر پیدا کرتا

غور فرمایئے تو یہ بھی توحید کا اثر ہی کہ خداوند عالم اپنے خالص بندوں کو یہ عزت دیتا ہے کہ ایک عالم کو اوسکا ایسا گرویدہ بنا دیتا ہی کہ اوس کو تمام جہان سے افضل ماننے لگ جاتے ہیں دیکھیے آپ کے خلفا نے کس طرح کی ذلت ان حضرات کو دینا چاہا خدا نے اوس کا یوں بدلا لیا کہ ایک عالم کو اونکا فریفتہ کر دیا اور آپ کے

خلفا اوسی طرح خائب و خاسر رہے کہ بجز چند روزہ حکومت دنیوی کے اون کو
کوئی فائدہ نہ ہوا نہ کوئی اون کے نبوت کا قایل ہوا نہ خدائی کا

آپکا مذہب جب جبر یہ ہی کہ جو کچھ ہوتا ہی خدا کے حکم سے ہوتا ہی تو پھر کیوں نہیں
اس کو بھی مانتے کہ خلفا پر لعن اور ائمہ اطہار کی یہ عزت و حرمت بھی اوسی کا فعل
ہی کہ توحید کا سبق جاری رہے اور معلوم ہو کہ جو کوئی خدا کے لیئے کوئی کام کرتا ہے
اوس کو یہ عزت دیتا ہی جیسا کہ خدا فرماتا ہی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات
سیجعل لہم الرحمن ودا مریم - کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل نیک کرتے
ہیں خداوند عالم اونکی محبت مخلوقات کے دل میں پیدا کر دیتا ہی۔

افسوس آپ مسلمان ہو کر خلاف قرآن یہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت عیسے کو وفات
ہوئی حالانکہ قرآن مجید بآواز بلند کہہ رہا ہی وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ
لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن
وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما سورہ نساء پ ع ۲۔
آپنے ازراہ چالاکی انجیل کا حوالہ دیا ہی مگر خلاف عقیدہ کسی روایت کا ذکر کب مناسب ہے
کیونکہ نصارے جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنی روایات سے جسکے تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

رہا یہ کہ مسلمانوں نے شہادت امامین سے اولٹا نتیجہ اخذ کیا۔ یہ محض غلط ہے۔
وہ تو اس شہادت سے وہی نتیجہ لیتے ہیں جس کے لیئے یہ شہادت ہوئی کہ حق کی
پیروی کریں باطل سے بچیں یہی وجہ ہے کہ شیعہ جو امام کے پیرو خاص ہیں وہ
سارے مصائب کو دنیا میں قبول کرتے ہیں مگر حق سے انحراف نہیں کرتے اور امام
کو فرزند رسول جانکر اون کے مصائب و آلام پر گریہ کرتے ہیں۔

مگر آپ باوصف اقرار اس کے کہ امامین کی شہادت بغرض اثبات توحید ہوئی
اوس سے منحرف ہیں اور شب و روز مٹانیوالے ہیں پھر آپ موحد کیسے ہو سکتے ہیں۔
بیشک رسول اللہ نے اس کی ممانعت فرمائی کہ مجھے درجہ عبودیت سے نہ بڑھاؤ۔ مگر
آپنے کیا نتیجہ اخذ کیا حضرت کے مزار اقدس کو بقول ابن عثمان کینہ بنا دیا

اور محمد بن عبدالوہاب نے اوس کو صنم اکبر کا خطاب دیکر منہدم کرنا چاہا مسجد و نبی زیب و زینت سب خلاف حکم رسول ہوتی ہے قرآن کا جمع کرنا اور اعراب دیکر شایع کرنا سب تو احداث ہے پھر تعجب ہی کہ آپ ان سب باتوں کو نہیں روکتے اور تعزیہ داری پر اس طرح حملہ کر رہے ہیں۔

اگر آپ صدق دل سے اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ شہادت امامین توحید کا معلم ہے تو اوس کے ترویج میں کوشش فرمایئے کیونکہ اسکے رواج سے آپ حقیقی توحید پا سکتے ہیں۔

اب اگر اس حدیث پر ایمان لایئے تو سارے اسرار منکشف ہوجائیں قال عطاء بن السائب عن الشعبی ما اختلفت امۃ بعد نبیھا الا ظھر اھل باطلھا علی اھل حقھا ص۷۶ تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول یعنی امام شعبی سے روایت ہی کہ جس نبی کے بعد اوس کے امت نے اختلاف کیا اوس کے اہل باطل غالب آئے اہل حق پر اس کی تصدیق جناب امام حسینؑ کے شہادت سے ہوئی یا نہیں اور آپ لوگوں کی کثرت اور شیعوں کی قلت مصدق ہی یا نہیں؟ آخر میں آپ کو اس تحریر سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس دفعہ آپ نے آنحضرت پر صلوۃ مطابق تعلیم رسول اللہ جاری کیا اللھم صل علی محمد و آل محمد ورنہ آج تک دستور العمل آپ کا یہی تھا صلے اللہ علیہ وسلم جس پر چند بار اصلاح نے آپ کو ہدایت کی اور صحیح بخاری کی حدیث یاد دلائی مگر نہ مانا اب اس مضمون شہادت امامین نے آپ کو مجبور کیا اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید صحیح بخاری ص۲۳۸ جلد ۴

شہادت کا دوسرا پہلو

پیغام صلح لاہور کا ایک مضمون ہم لکھ چکے ہیں جس سے اوس فرقہ کے جذبات ظاہر ہیں اب اون کو اس کی ضرورت ہوئی کہ اپنے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو یزیدی فرقہ کے مقابلہ میں امام حسینؑ کا نظیر قرار دیں لہذا یہ مضمون لکھتے ہیں ملاحظہ ہو ۵۱ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۶ء

محرم الحرام کے مہینے سے سن ہجری میں تبدیلی ہوتی ہے اور نئے سال کا آغاز اس لیئے ایسے مہینے کو نہایت متبرک اور عزت کے لائق اہل دنیا میں یقین کر کے خوشی منائی جاتی ہے بسا کھی اور نیو ایرس ڈے جو یکم بساکھ اور یکم جنوری کو منائے جاتے ہیں اوس کی حقیقت سے سب آگاہ و واقف ہیں لیکن ہم مسلمانوں کے قمری سال کا پہلا مہینہ ایسا ہے کہ جس میں نہ تو کوئی خوشی منائی جاتی ہے اور نہ اوس کی ویسی عزت و توقیر کیجاتی ہے جو اہل مذاہب اور اہل دنیا کا شیوہ ہے جس کی وجہ وہ بڑا حادثہ و واقعہ ہے جو میدان کربلا میں حسین ابن علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ظہور میں آیا امام حسین کی شخصیت کی جس نے اس وجہہ سے عزت کی ہے کہ وہ حضرت کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے انہوں نے دراصل امام حسینؑ کی ذاتی خوبی اور حقیقی عزت کو شناخت نہیں کیا۔

امام حسین علیہ السلام اس لیئے عزت و حرمت کے لائق نہیں کہ وہ جنابہ فاطمہ کے نورعین مولے مرتضے کے لخت جگر اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے بلکہ اس لیئے کہ ان کو جان شیریں سے زیادہ اگر کوئی چیز عزیز و پیاری تھی تو وہ **ایمان تھا**۔ ایمانی انسان یعنی ایمان کے قدردان حضرات دنیا والوں کی نگاہ میں خواہ کس قدر کم رتبہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن اوس ذات اقدس کے حضور جس کے ارادے سے سب کا ظہور ہوا ہے وہ بہت **بڑی خوبی** والے ہیں اور اس لیئے اُس کے حضور ایمان کی قدر کرنے والوں کو وہ ہی اجر ملتا ہے کہ جس کی کلام اقدس نے "عطاء غیر مجذوذ" کے الفاظ میں حقیقت ظاہر کی ہے یزید کی حکومت اور اوس کی سلطنت گو وسیع تھی اور اوس کو سب کچھ میسر تھا مگر اوس نے ایک ایمانی انسان کے خون میں ہاتھ رنگنے اور صرف اپنی ذاتی وجاہت اور شخصیت کو منوانے کے لیئے ہی جو ظلم و ستم کیا اوس کا اس کو بہت ہی برا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ یہ وہ پہلی بدعت تھی کہ جس کو یزید نے جاری کیا۔ ورنہ اس سے پہلے جناب امام کی والدہ فاطمہ زہرا نے ابوبکر کی بعیت نہیں کی چھ مہینے تک

خود مولےٰ مرتضےٰ نے بیعت صدیق سے انکار کیا۔ لیکن ابوبکر کی خلافت نے نہ تو
قتل کے احکام اون کے لیے جاری کیے اور نہ فاسق و فاجر ہی اون کو بتایا
خود مولا مرتضےٰ نے اپنے ساتھ لڑنے والوں ملکی معاملات اور امور خلافت میں
خلاف رائے رکھنے والوں کو ایمان سے خارج نہیں کیا ایسے ہی یزید کے قبلہ و کعبہ
جناب امیر شام رضی اللہ عنہ نے بھی جناب علی رضی اللہ عنہ پر کوئی ایسا فتوی نہیں
لگایا۔ جیسے کہ یزیدی حکومت کی طرف سے امام معصوم پر لگائے گئے اور اون پر
عمل درآمد کر کے یزیدی حکومت و خلافت کو تا قیام قیامت سزاوار نفرین
ٹھہرایا گیا۔ ہمکو تو یہ معلوم ہوا ہے کہ جناب امیر شام رضی اللہ عنہ حضرت علی کی طرف
سے رومیوں کے ساتھ سپاہی بنکر لڑنے تا ادعار کھتے تھے اگر وہ اوس وقت
بیجا مداخلت کرنے پر اصرار کرتا ان سب امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نفسانی اغراض
اور ذاتی وجاہت کے منوانے کیلئے جو کام کیے جاویں وہ لائق صد نفرین ہیں
اور اس لیئے یزید کو اس وقت تک اس کا مستحق قرار دیا جاتا ہے اور امام حسین
نے چونکہ ایمان پر جان کو قربان کردیا اون کی ایمانی طاقت چونکہ نہایت زبردست
تھی جس کے سامنے مادی تیر و تفنگ اور ساز و سامان محض بے حقیقت ہی تھے
اس لیئے امام صاحب اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد ہو کر لائق صد ستائش قرار
پائے گو اون کی ظاہری تکالیف شاقہ اور مصیبت کے واقعات دلونکو ہلانے
والے اور آنکھوں سے خون رولانے والے ہیں چنانچہ شیدایان حسین قصہ
کربلا کو یاد کر کے بجائے سیدنا حسین کی زندگی سے بہترین سبق لینے اور ایمان
کی فکر کرنے اور رونے پیٹنے اور آنسو بہانے کو اصل حقیقت سمجھتے ہیں حالانکہ
یہ امر نہیں جس کی طرف سمند خیالات کو جولان کرنا ضروری و لابدی ہے۔ بلکہ

سلہ بہت دنوں کے بعد اس کا اقرار کیا جاتا ہے ورنہ اہلسنت کے بیان تو وہ حضرات شیر و شکر کیطرح رہتے تھے ۱۲ اڈیٹر
سلہ لیکن حضرت عمر نے آگ لکڑی جمع کر کے در جلانا چاہا بلکہ آگ بھی لگادی ملاحظہ ہو الانزال الموقدہ ۱۲ اڈیٹر
سلہ مگر لعنت کی بدعت کے تو وہی موجد ہیں جو زمانہ عمر بن عبدالعزیز تک جاری رہی ۱۲ اڈیٹر
سلہ اس کی سند نہیں معلوم اور ہو تو ایک خفرہ تھا جو روم کے قیصر کو لکھدیا ورنہ محض حصول
خلافت ہی کے لیئے تو جناب امیر سے جنگ کیا تھا ۱۲ اڈیٹر

اس طرف کہ کیونکر ہمارے پیارے حسین نے یزیدی طاقت و قوت شوکت و عزت وجاہ و جلال مال و منال خدم و حشم وغیرہ کو ایمانی طاقت و قوت کے بالمقابل بالکل ہیچ سمجھکر اپنے خون سے اس امر کی شہادت دی کہ اے دنیا کے فرزند و اباؤ اے مادی دنیا کی نجاست پر گرنے والو تف ہی تمپر جو تم ایمان کی قدر نہیں کرتے جس کی ہی خدا کے حضور پرسش ہوگی اور یہی وہ امر ہی کہ جس کی بڑی ضرورت پیش آئیگی آہ! کیسا آزمائش کا کڑا اور سخت وہ وقت تھا کہ جس وقت ابن علی میدان کربلا میں **ایمان** کا امتحان دینے اور اوس میں پاس ہونے کے لیے چند نفوس کو لیکر حاضر ہوا تھا مگر اے دنیا کے کیڑو اے آسمان جاہ کے پرستارو! اور اے اولاد پرستو!!! کیا تم نے اوس شیر میں ذرا بھی بے دلی پائی۔ کیا وہ اپنے ارادے اور استقلال میں ثابت قدم ثابت نہیں ہوا؟ ہاں کیا اوسکو یزیدی حکومت فوجی طاقت سے مرعوب کر سکی ہرگز ہرگز نہیں۔ اے میٹھی نیند سونے والو اور اے دنیا کے نشیب و فراز کو بہ نظر غیرت دیکھنے والو! اوٹھو! اس عظیم الشان واقعہ سے سبق حاصل کرو۔ امام حسین کا واقعہ اور محرم کا مہینہ یہی سبق پڑھانے آتا ہی کہ اصل چیز **ایمان** ہی۔ ایمان کی قدر کرو اور مادی دنیا کے پرستار مت بنو۔

اصلاح اس تحریر سے تو یقیناً معلوم ہوا کہ ذکر شہادت جناب امام حسین سے ایمان تازہ ہوتا ہی ایمانی قوت بڑھتی ہی پھر حیف ہی کہ اہلسنت عموماً اور مرزائی خصوصاً اس کے مٹانے کے درپے ہیں حالانکہ اون کو بالیقین معلوم ہی کہ اسلام کی جب ہی ترقی ہوگی تو اسی ذریعہ سے اسی لیے آنحضرت بشارت مہدی موعود دے گئے ہیں جسکا کل مسلمانوں کو انتظار ہے۔

کرامات محرم جناب سید شرافت حسین صاحب علیگ رئیس پہانی ضلع ہردوئی ۲۰ محرم کو خبر دیتے ہیں کہ شب ۱۰ محرم کو جناب میر سید محمد صاحب رئیس کے زنانہ مکان میں مجلس تھی جس میں جناب مولانا السید سبط حسن صاحب نے اعلے درجہ

کی مجلس پڑھی اوس کے بعد کل علموں سے خون جاری ہوا دوسرے روز ۹ بجے صبح کو ممبر پر دونوں علم جو نصب تھے سرخ ہوے اور خون جاری ہوا پھر تعزیے سے بھی خون جاری ہوا۔ ۸ کو دوبارہ ایک علم سرخ ہوا اور خون جاری ہوا۔ ۹ محرم کو خون کی بارش ہوئی مکان۔ درخت۔ دیوار۔ صحن سب رنگین نظر آتے تھے جناب جدہ ماجدہ دام ظلہا اون کل مومنین کی نہایت فراخدلی سے مہمانی فرما رہی ہیں جو سیتاپور بلگرام۔ لکھنؤ سے تشریف لائے ہیں اور یہ فیض عام تا زمانہ چہلم باقی رہیگا۔

لکھنؤ میں عین روز عاشور یہ واقعہ ہوا کہ ایک سنی ملازم نے علم کے پھریروں کے ساتھ کچھ بے ادبی کی جس پر وقت شب اوس کو دورہ صرع عارض ہوا اور راہی دارالبوار ہوا جناب نواب سید محمد ذکی علیخان صاحب ہاتف ساکن رستم نگر کی یہ رائے نہایت قابل قدر ہے کہ اس کی ایک انجمن قایم کیجائے جو اس قسم کے واقعات کی تحقیق کرے اور اوس کو ملک میں شایع کرے اس کی نسبت **اصلاح** میں تحریک ہو چکی ہے مگر ہمارے قوم کو ان امور سے دلچسپی ہی نہیں تو کیا کیا جائے یہی غنیمت ہے کہ **اصلاح** یا شیعہ میں اس قسم کی خبر شایع ہو جاتی ہے ورنہ اگر اس قسم کی انجمن علحدہ قائم ہو تو اس قسم کے صدہا واقعات مل سکتے ہیں اور اس سے نفس عزاداری میں بھی بیحد ترقی ہو کیونکہ اس کا نشو و نما بلکہ وجود و بقا انہیں کرامات کے بدولت ہے جو ہر سال کچھ نہ کچھ ہر جگہ ہوتے ہیں جس سے مسلمان۔ ہندو۔ بلکہ عیسائی بھی اثر لیتے ہیں اور اسکا احترام کرتے ہیں ورنہ مخالفین جس طرح اس کے مٹانے میں کوشاں ہیں کبھی کا نہ یہ معدوم ہو جاتا حد یہ ہے کہ اہلسنت فتوے دیتے ہیں کہ تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس پر بھی ہزاروں سنیوں کا تعزیہ دار ہونا معجزہ نہیں تو کیا ہے۔

اخبار وکیل سے معلوم ہوا کہ امسال امرتسر میں بازاری عورتوں کی شرکت بہت کم ہوئی اور کوٹھوں پر بھی عورتوں کی نشست بہت کم رہی یہی باتیں ایسی ہیں کہ